السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اکثر طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ نہ صرف عوام بلکہ کچھ علماء دین بھی دعا نظم میں مانگتے ہیں اور کچھ ایسی ادعیہ مطبوع بازار میں بھی ملتی ہیں۔ کس حد تک درست ہے۔

میرے خیال میں ایسی دعا مانگنا اعتداء فی الدعا ہے اور درست نہیں نیز احادیث میں دعا میں تک بندی سے منع کیا گیا ہے۔ جب محض تک بندی دعا میں اختیار کرنا درست نہیں تو پھر پوری دعا نظم میں مانگنا کہاں تک درست ہوگی۔ کیونکہ نظم میں تک بندی اور قافیہ بندی دونوں سمائی ہوئی ہوتی ہیں کیا سلف صالحین میں سے کسی نے دعا بشکل نظم مانگی ہے، اگر اس طرح کا ثبوت موجود ہے تو حوالہ اور صحت سند سے آگاہ فرمائیں اور اگر اس طرح نہیں تو متبعین کتاب وسنت کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کی پوری پوری کوشش کریں تاکہ ''نب رائ منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ لخ اور ''ما من نبی بعثہ فی اُمتہ قبلی الاکان فی امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ فمن جاہد ہم بیدہ ولیس وراء ذالک من الایمان حبۃ خردل'' (مسلم) جیسی احادیث پر عمل پیرا ہو سکیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

راقم الحروف اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ سائل محترم نے فرمایا ہے اس سے متفق نہیں بشرطیکہ اسے عمومی معمول نہ بنایا جائے اور ماثورہ عربی دعاوں کو ترک نہ کیا جائے۔ ہاں اکثر طور پر کسی مرض میں یا کسی مشکل میں انسان کے اندرونی جذبات اور دلی احساسات منظوم صورت میں زبان سے ادا ہو جاتے ہیں اور یہ اعتداء فی الدعا کے زمرہ میں داخل نہیں۔ تک بندی مطلق یا فی الدعاء ممنوع نہیں۔ قرآن کریم میں سیدنا موسی علیہ السلام کی دعا اس طرح منقول ہے:

قالَ رَبِّ اشرَح لى صَدرى ٢٥ وَيَسِّر لى أَمرى ٢٦ وَاحلُل عُقدَةً مِن لِسانى ٢٧ يَفقَهوا قَولى ٢٨ وَاجعَل لى وَزيرًا مِن أَهلى ٢٩ هـٰرونَ أَخِى ٣٠ اشدُد بِهِ أَزرى ٣١ وَأَشرِكهُ فى أَمرى ٣٢ كَى نُسَبِّحَكَ كَثيرًا ٣٣ وَنَذكُرَكَ كَثيرًا ٣٤ إِنَّكَ كُنتَ بِنا بَصيرًا ٣٥ (طہ: ٢٥تا٣٥)

یہ دعا تک بندی کا بہترین نمونہ ہے۔ اگر ہم یہ دعا يَفقَهوا قَولى تک پڑھیں تو کیا آن محترم اسے ناجائز قرار دیں گے؟

سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا بھی قرآن مجید میں مذکور ہے:

وَقالَ نوحٌ رَبِّ لا تَذَر عَلَى الأَرضِ مِنَ الكـٰفِرينَ دَيّارًا ٢٦ إِنَّكَ إِن تَذَرهُم يُضِلّوا عِبادَكَ وَلا يَلِدوا إِلّا فاجِرًا كَفّارًا ٢٧ رَبِّ اغفِر لى وَلِوٰلِدَىَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيتِىَ مُؤمِنًا وَلِلمُؤمِنينَ وَالمُؤمِنـٰتِ وَلا تَزِدِ الظّـٰلِمينَ إِلّا تَبارًا ٢٨ (نوح: ٢٦تا٢٨)

سیدنا نوح علیہ السلام کی یہ دعا بھی تک بندی ہے قرآن عزیز کے بعد احادیث کو دیکھا جائے تو وہاں بھی اسی طرح تک بند کے ساتھ ادعیہ بھی وارد ہوئی ہیں ذیل میں میں صرف تین پر اکتفا کرتا ہوں۔

(1): ۔۔۔۔۔۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللھم إنی أعوذبک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء))

کیا یہ صحیحین کی دعا تک بندی کا بہترین نمونہ نہیں ہے؟

(۲): ۔۔۔۔۔۔ نسائی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم میں معتبر سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آپ دعا مانگیں آپ کو دیا جائے گا میں نے یہ دعا مانگی:

((اَللھم إنی اسئلک ایمانا لایرتد ونعیما لاینفد ومرافقة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی أعلی درجة الجنة جنة الخلد))

یہ دعا بھی اعلی درجہ کی تک بندی کا مرقع ہے اور رسول اکرم ﷺ نے اسے ثابت رکھا ہے اور نقد نہیں فرمایا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی شخص خود ہی صحیح الفاظ کے ذریعے جو شریعت مطہرہ کے مخالف نہ ہوں اگرچہ ماثور نہ بھی ہوں پھر بھی دعا مانگ سکتا ہے، کیونکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دعا رسول اکرم ﷺ سے سن کر نہیں مانگی تھی بلکہ اپنی طرف سے یہ دعائیہ الفاظ کہے تھے اور اس کا مفہوم ومعنی ومطلب آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے عین مطابق تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے اسے ثابت رکھا۔ (یعنی اسے برقرار رکھا)

اور صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نماز میں سجدہ کی حالت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللھم اغفرلی ذنبی کلہ وجلہ وأولہ آخرہ وعلانیتہ وسرہ))

کیا یہ دعا جو نماز میں بحالت سجدہ پڑھی گئی ہے کیا یہ تک بندی نہیں ہے ؟

بہر حال تک بندی مطلقاً ممنوع نہیں خواہ وہ دعائیہ کلمات میں ہی ہو۔

ہاں وہ تک بندی ممنوع ہے جس میں بے جا تکلف ہو اور وہ کسی حق بات کے معارض و مخالف ہو، چنانچہ صحیح بخاری، ابوداود وغیرہ میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں ایک نے دوسری کو پتھر اٹھا کر دے مارا جس کی وجہ سے اس کا حمل ضائع ہو گیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ضائع شدہ حمل (بچہ) کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی کا فیصلہ فرمایا تو مارنے والی عورت کے ولی نے کہا :

((کیف أغرم یارسول اللہ من لاشرب ولاأکل ولانطق ولااستہل فمثل ذالک بطل))

تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

((انما ہذا من اخوان الکہان))

اور ابوداود میں اسی واقعہ کے متعلق سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ اس شخص کی تک بندی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

((اسجع کسجع الاعراب))

اور ابوداود ہی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں :

((اسجع الجاہلیۃ وکہانتہا)) (الحدیث)

الغرض ان الفاظ مبارکہ سے محترم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کیسی تک بندی ممنوع و معیوب ہے۔

دعائیہ کلمات اشعار میں بھی وارد ہوئے ہیں مثلاً :

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اصحاب الرجیع کا مرثیہ پڑھتے ہوئے یہ دعائیہ کلمات فرماتے ہیں :

((صلی الالہ علی الذین تتابعوا یوم الرجیع فاکرموا واثیبوا)) دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ 'ص ۱۸.

اس شعر میں ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' دعائیہ کلمہ جس طرح ہم کہا کرتے ہیں، غفر اللہ لہ ورحمۃ اللہ علیہ، وغیرہ۔

لیجئے جناب! صحیح بخاری میں ''کتاب المغازي باب غزوۃ الخندق الاحزاب'' میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث لائے ہیں :

((عن البراء رضی اللہ عنہ قال : کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینقل التراب یوم الخندق حتی اغمر بطنہ او اغبر طنہ' یقول : واللہ لولا اللہ ما اہتدینا' ولا تصدقنا ولا صلینا فانزل سکینۃ علینا' وثبت الاقدام ان لاقینا ان قد بغوا علینا' اذا ارادو فتنۃ ابینا ویرفع بہا صوتہ ابینا ابینا))

اس کے ساتھ متصل براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رجز عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کہے ہوئے تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارکہ سے ادا فرما رہے تھے۔ عروض کا علم رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ ''رجز'' یہ شعر کی ایک قسم اور اس کے ابحور میں سے ایک بحر ہے۔ اور ان رجزیہ اشعار میں اللہ سبحانہ وتعالی کی توحید کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ وتعالی سے انزال سکینت اور تثبیت اقدام کی دعا بھی ہے۔

یہ کلمات اگرچہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہیں، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کلمات کو اپنی زبان مبارکہ سے ادا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اشعار کے ذریعے اللہ تعالی سے دعا مانگی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اشعار میں دعا مانگنے کا ثبوت مل گیا تو پھر ان کی صحت میں کوئی شک نہ رہا۔ بلکہ اس صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ اشعار میں دعا مانگنا یا اللہ تعالی سے مناجات کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ لہذا اس کے مندوب و مستحب ہونے میں کوئی کلام و شک نہ رہا اور یہ بھی بالکل واضح ہے کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و تعریف میں جو اشعار پڑھے تھے ان میں دو شعر یہ بھی تھے۔

یارب فاجمعنا معا ونبینا

فی جنۃ تشفی عیون الحسد

فی جنۃ الفردوس واکتبہالنا

یاذا الجلال وذا العلا والسودد

(دیوان حسان بن ثابت : ص ۵۸)

بہر حال اس سوال کے جواب میں میرے خیال میں کافی لکھا جا چکا ہے۔ لہذا اسے اب ختم کرتا ہوں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 317

محدث فتویٰ